نغمات
بخشش
تضمین نگار
(مولانا) محمد ادریس رضوی (ایم۔اے)
شائع کردہ :
غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضان رضا کلیان

نام کتاب : نغمات بخشش

تضمین نگار : محمد ادریس رضوی

پروف ریڈنگ : تضمین نگار از خود

کمپوزنگ : بیگ فیصل مرزا

صفحات : ۹۶

ناشر : غوث الوریٰ اکیڈمی وانجمن فیضان رضا، کلیان

سال اشاعت : اکتوبر ۲۰۰۲ء

تعداد : ۱۱۰۰

ہدیہ :

ملنے کے پتے

(۱) سنی جامع مسجد۔ پتری پل۔ کلیان پن ۴۲۱۳۰۶

(۲) جامعہ سنیہ حنفیہ رضویہ۔ اندرانگر والدھونی۔ کلیان۔
فون نمبر ۳۳۳۳۶۸

(۳) مکتبہ نوری۔ میمن مسجد۔ ولی پیر روڈ۔ کلیان پن ۴۲۱۳۰۱

(۴) انجمن فیضان رضا۔ اندرانگر والدھونی۔ کلیان پن ۴۲۱۳۰۶

(۸) بحر رمل مثمن مقصور

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

(۹) بحر مثمن محذوف

فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلُنْ

عرشِ حق ہے مسندِ رِفعت رسول اللہ کی

(۱۰) بحر مثمن محذوف

فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلُنْ

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے

(۱۱) بحر ہزج مکفوف محذوف

مَفْعُوْلُ فَاْعِلَاْتُ مَفَاْعِیْلُ فَاْعِلُنْ

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے

(۱۲) بحر مثمن محذوف

فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلَاْتُنْ فَاْعِلُنْ

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے

(۱۳) بحر متقارب مثمن مقبوض اخرم

فُعُوْلُ فِعْلُنْ فُعُوْلُ فِعْلُنْ فُعُوْلُ فِعْلُنْ فُعُوْلُ فِعْلُنْ

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے

(۱۴) بحر ہزج مثمن مکفوف اخرم

مَفْعُوْلُ مَفَاْعِیْلُنْ مَفْعُوْلُ مَفَاْعِیْلُنْ

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے

استادالشعراحضرت غلام مرتضیٰ راہی فتحپوری صاحب

راہی منزل ۱۳۵، پنی فتح پور، یو۔ پی

انتساب

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان

مفتیٔ اعظم ہند مصطفٰے رضا خان

ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمھم اللہ

تقریظِ محبت

تمام اصناف سخن میں حمد خدا کے بعد نعت پاک مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے وہ تمام اہل علم و دانش پر اظہر من الشمس ہے۔ بساط شعر و سخن پر جو اعتبار صنف حمد و نعت کو میسر ہے وہ کسی دوسری صنف کا مقدر نہیں۔ اپنے مضمون اور حقیقت کے لحاظ سے یہی دونوں صنفیں سب سے قدیم بھی ہیں۔ اس اعتبار سے بھی تمام اصناف سخن پر ان دونوں صنفوں کو ہی فوقیت حاصل ہے۔ ارباب حل و عقد پر یہ نکتہ بھی خوب روشن ہے کہ ان دونوں صنفوں میں بھی قدیم ہونے کا سہرا صنف نعت کے سر پر جگمگا رہا ہے کیونکہ اسکا موجد خود خلاق ارض و سماء ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ رب العالمین کا یہ فرمان عالی شان ''کنت کنزاً مخفیا'' ہمیں بتلاتا ہے کہ پروردگار عالم نے سب سے پہلے اپنے حبیب اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق فرمائی اور اپنی شان کے لائق اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف فرمائی اور جب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی تو پیدا ہوتے ہی آپ نے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کیا اور خوب خوب اسکی حمد و ثنا بیان کی۔ معلوم ہوا کہ جب خدا کے سوا کچھ نہ تھا تو اس وقت خدا نے اپنے حبیب پاک کی نعت بیان فرمائی اور جب خدا اور رسول کے سوا کوئی نہ تھا تو اس وقت رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان فرما کر آنے والے وقت پر واضح فرما دیا کہ حمد و نعت اپنے مضمون کے تعلق اور حوالے سے سب سے قدیم صنف ہیں۔ عشق و عرفان کی وادیوں میں سیر کرنے والے عاشقانِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے اظہار کیلئے نعت کہتے آئے ہیں اور یہ پرنور و بابرکت سلسلہ انشاء اللہ صبح قیامت تک چلتا رہے گا۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ ''من احب شیئا فاکثر ذکرہ'' یعنی جسے جس سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اسکا ذکر بھی وہ اتنا ہی زیادہ کریگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک عاشق و شیدائے رسول کو جتنی محبت اپنے مشفق و مہربان اور رؤف و رحیم آقا سے ہو سکتی ہے اسکا تصور بھی دوسری جگہ نہیں کیا جا سکتا۔

نعت گوئی کا محرک یہی پاک و پاکیزہ عشق اور انوکھی محبت ہے جسکے تحت شیدائیان رسول اپنے مضطرب جذبوں کو شعری سانچے میں ڈھال کر قلب بے تاب کی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

نعت نگاری میں علم سے زیادہ قلب گداز کے صالح اور پر درد جذبے نگارشات کو حسن عطا کرتے ہیں۔ علم تو ان تقدس مآب جذبوں کو صیقل کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ جذبوں کی فراوانی شریعت مطہرہ کی انگلیاں تھام کر کشور نعت کی سیر کرتی ہے اور شاخ خیال پر مدحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گل بوٹے سجانے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی پیروی کا حق ادا کرتی ہے۔ نتیجۂ ان گل بوٹوں کی خوشبو قاری اور سامع کے مشام جسم و جاں کو معطر و معنبر بنا دیتی ہے۔

زیر نظر نعتیہ تضمینوں کا موقر مجموعہ ''نغماتِ بخشش'' بھی اسی صالح عمل اور مقدس جذبے کا غماز ہے۔ حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضوی صاحب ایک متبحر عالم دین، امام مسجد، ادیب شہیر اور شاعر زہرہ نگار ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مقدس نعتیہ کلام پر تضمین اور پھر اپنی عقیدتوں کو خوبصورت لفظوں کا پیکر عطا کرنے کا کار خیر جناب مولانا رضوی کی قادر الکلامی، نغز گوئی اور عشق نویسی پر دال ہے۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب کے قول کے مطابق ''تضمین نہ کوئی صنف سخن ہے اور نہ کوئی شعری ہئیت بلکہ یہ تتبع اور تقلید کی ایک شاعرانہ شکل ہے۔'' تضمین میں شاعر کے مصرعوں پر گرہ لگانے کا فنکارانہ اظہار کیا جاتا ہے اور تضمین کیلئے شاعر ہمیشہ اسی شاعر کا کلام منتخب کرتا ہے جس سے اسے عقیدت یا محبت ہو۔ کیونکہ تتبع اور پیروی میں عقیدت اور محبت ہی کی کارفرمائی اور جلوہ سامانی ہوتی ہے۔ یہی تتبع اور پیروی شعری شاعر کے بیان کردہ مضامین کی وضاحت یا اعادۂ مضامین پر شاعر کو آمادہ کرتی ہے۔

تضمین کرنی ہو پہلے اسکا بغور مطالعہ کیا جائے کلام کے حسن، فن کی گہرائی کے دریا میں غوطہ زن ہو کر شاعر کی شاعرانہ اور عاشقانہ عقیدتوں کی تہہ تک اترنے کی کوشش کی جائے تاکہ لہجے میں یکسانیت اور مفہوم میں مطابقت کی کہکشاں جھلملانے لگے۔ ہمارے بزرگ شعراء میں حضرت سعدی، حضرت عرفی، حضرت قدسی، حضرت حافظ شیرازی اور حضرت جامی علیہم الرحمہ کے عشق افروز کلاموں پر بہت سے قادر الکلام شعراء نے تضمین کی ہے جسکا مطالعہ اس حقیقت کے بند دریچوں کو وا کرتا ہے کہ جب تک اصل کلام کے لہجے، اسلوب اور آہنگ سے تضمین کے مصرعے مطابقت نہ کریں اس وقت تک نہ تو تضمین کا حق ادا ہوتا ہے اور نہ ہی تضمین میں حسن معنوی وصوری کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس تناظر میں دیکھئے تو حضرت مولانا محمد ادریس رضوی نے اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے کلام کو تضمین کیلئے منتخب فرما کر بات واضح کی ہے کہ انکی وسعت قلبی میں اعلیٰحضرت کا عشق کس شکوہ کے ساتھ انگڑائی لے رہا ہے اور موصوف نے امام احمد رضا کی جن نعتوں کو تضمین کیلئے پسند کیا ہے انکا مطالعہ کتنی توجہ، لگن اور خلوص کے ساتھ فرمایا ہے۔

ان خیالات کی روشنی میں حضرت رضوی کی تضمینوں کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جناب رضوی نے امام احمد رضا کے پرشکوہ نعتیہ کلام کی عقیدت مندانہ اور عاشقانہ توضیح کی کوشش کی ہے جسمیں موصوف کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ جناب رضوی نے "نغمات بخشش" کی فہرست میں ہر مصرعہ کی بحر اور اسکے ارکان بیان کر کے قاری کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ رضوی فن عروض سے بھی واقف ہیں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا محمد ادریس رضوی کے دینی مناصب اور مذہبی مشاغل نے شاید اتنا موقع فراہم نہیں کیا کہ وہ پوری توجہ فن شعر وسخن کی طرف مبذول کرتے ورنہ "نغمات بخشش" کی تضمینوں میں مزید حسن اور پرکاری پیدا ہوتی۔ لیکن پھر بھی اتنی مصروف ترین شخصیت اگر اتنا وقت نکال کر اپنی محبتوں کو شعری سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے تو اسکی تحسین بہر حال ضروری ہے۔ حضرت رضوی کی عاشقانہ کاوشوں کے چند نمونے پیش خدمت ہیں مطالعہ کیجیے اور عشق وآگہی کی پرکیف فضاؤں میں کھو جائیے۔

تمام تضمین نگاروں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جس شاعر کے کلام پر

(۱) زلف بمیں کے روبرو پھول سے دل لبھائے کیوں
تیرا جو عندلیب ہو گیت کسی کے گائے کیوں
تیرے سوا کسی کو وہ حال جگر سنائے کیوں
''پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں''

(۲) لب پہ ہے نام مجتبٰی ورد درود کی صدا
روح گدا کرے ندا عشق کا جام ہو عطا
رنگ کوئی نیا کھلا عشق میں دل کرے مزا
''جان ہے عشق مصطفٰے روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اُٹھائے کیوں''

(۳) لب پھول ہیں یا ہیں حنا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
یا چاند ہیں یا آئینہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
تل نجم یا روشن طلا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
''رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں''

(۴) ساقی پلا دے جام محبت جدا ہمیں
حسرت سے دیکھتے رہیں شاہ و گدا ہمیں
تا کا کریں فلک سے فرشتے سدا ہمیں
''ایسا گما دے انکی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو''

(۵) نا سمجھ کج فہم بے دیں اپنی کم عقلی پہ رو
دین و ایماں بیچ کر آرام سے دنیا میں سو
اپنے جیسا انکو کہہ کر خار ہونٹوں میں چبھو

یہ چند بند بطور نمونہ پیش کیے گئے ہیں ''نغمات بخشش'' کے صفحات الٹئے اور جابجا عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی بکھری ہوئی چاندنی سے قلب وجگر کو مجلیٰ کیجیے۔

حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضوی صاحب خطیب وامام جامع مسجد کلیان کی فرمائش اور مولانا رضوی کے استاذ گرامی محب مکرم حضرت غلام مرتضیٰ راہی صاحب کے حکم پر خادم نے یہ چند سطور سپرد قلم کرنے کی جسارت یوں کی کہ شاید نعت پاک کے تعلق، نسبت اور حوالے سے یہ سطور بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف قبولیت حاصل کرلیں اور خادم کی بخشش ونجات کی ضمانت بن کر نغمات بخشش سے سماعت کے دریچوں کو شادابی مغفرت کے شگفتہ پھول عطا کردیں۔ آخر میں یہ کہہ کر اجازت چاہتا ہوں کہ برصغیر کے معتبر، ممتاز اور جدید لب ولہجہ کے مؤقر شاعر و ادیب حضرت غلام مرتضیٰ راہی کے شاگرد رشید کو ایسا ہونا بھی چاہئیے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(محمد قاسم حبیبی برکاتی) امام وخطیب جامع مسجد شفیع آباد چمن گنج
وجنرل سیکریٹری نعت اکیڈمی کانپور۔ یوپی
۲۱/جولائی ۲۰۰۲ء

"تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی"

اظہار پسندیدگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین

صلی اللہ تعالی علی سیّدنا محمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

محبِّ مکرم مولانا مسعود رضا قادری کی خواہش پر جامعہ سنیہ حنفیہ رضویہ کلیان کے "ملک العلماء اکیڈمی" کے تحت عرس ملک العلماء علیہ الرحمہ میں حاضر ہوا۔

محبت صادق حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضوی صاحب کی زیارت و ملاقات ہوئی آپ کے نتیجۂ فکر "نغمات بخشش" کو متعدد جگہ سے پڑھا۔ ادب و عشق کی چاشنی سے لطف اندوز ہوا۔ تضمین میں کلام رضا کے جلوے جھلک رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ خوب سے خوب تر لکھنے کی توفیق اور بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بطفیل امام اہل سنت سرکار اعلیحضرت مجدد اعظم واصفِ شاہِ ھدیٰ سیدنا امام احمد رضا قادری شرف قبولیت عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

بحرمۃِ اشرف المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ وانور التسلیم الف الف مرۃ فی کل لمحۃ الی یوم الدین۔

(حضرت مفتی) عبید المصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری

خادم الافتاء والقضا ادارہ شرعیہ مہاراشٹر

اپنی باتیں

۱۹۹۶ء میں ''کل ہند ترویج اُردو تحریک'' کے بانی جناب عبدالمجید حامدی صاحب ۱۳۴/۴۳/۴۳ڈی بازار سدانند وارانسی کا تحریک کے اغراض و مقاصد سے متعلق ماہنامہ ''اشرفیہ'' مبارکپور میں ایک پُر مغز مضمون شائع ہوا تھا۔ مطالعہ کرنے کے بعد میں نے موصوف کو سپاس نامہ روانہ کیا۔ اس کے بعد حامدی صاحب سے مراسلت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چند مراسلات کے بعد موصوف نے ملک کی مختلف ریاستوں کے بہت سارے اُردو دوستوں کے پتے تحریر فرما کر بھیجنے لگے۔ ان میں ایک پتا رقم تھا جناب غلام مرتضٰی راہیؔ صاحب راہی منزل ۱۳۵/ر پنی فتحپور۔

موصوف کی ہدایت تھی ان سے ضرور رابطہ کرو۔ راہیؔ صاحب صحافی، ادیب، شاعر اور سبکدوش اکاؤنٹس آفیسر ہیں۔ بڑی محبت اور خلوص سے خط کا جواب لکھتے ہیں۔ حضرت راہی سے جب مراسلت کا سلسلہ شروع ہوا تو حامدی صاحب نے جیسا لکھا تھا میں نے ان کو اس سے بڑھ کر کے پایا۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ حرمین شریفین کی زیارت کے بعد جب میں کلیان پہنچا تو آپ کو خط لکھنے میں قدرے تاخیر ہوگئی۔ اس موقع سے آپ نے مجھ ناچیز کو جو خط تحریر فرمایا اس کے چند جملے مطالعہ فرمائیے۔ ''حج بیت اللہ سے آپ کی بخیر و خوبی واپسی کے بعد یہ دوسرا خط آپ کو بھیج رہا ہوں جبکہ باہمی خلوص و محبت کا تقاضا یہ تھا کہ واپس آنے کے بعد سب سے پہلے آپ مجھے یاد کرتے۔ آپ کا خط نہ آنے سے میں اور میری اہلیہ دونوں آپ کی طرف سے کس قدر متوش ہوں گے اس کا احساس بخوبی شاید آپ کو نہ ہو۔'' یہ ہے آپ کی ذرہ نوازی۔

مراسلت اور تبادلۂ خیال کے ابتدائی دور میں راہیؔ صاحب نے میرے چند مقالات و مضامین کا مطالعہ فرمانے کے بعد تحریر فرمایا کہ تمہارے اندر شعر فہمی ہے تم شاعری کر سکتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ آپ اصلاح فرمائیں تو اس وادی میں قدم

۳۴۳ ریتیجوکا پابلڈنگ۔صوفیہ زبیر روڈ ممبئی ۸
۹ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۹ راگست ۲۰۰۲ء

رکھوں۔آپ نے میری استدعا کو قبول فرمایا۔اور مارچ ۱۹۹۸ء میں میں حضرت راہی صاحب کے شاگردوں کی فہرست میں شامل ہوگیا۔حمد و نعت و منقبت کے گلدستے سجا کر بذریعہ خطوط آپ کو بغرض اصلاح بھیجتا رہا۔آپ اصلاح فرماتے اور ہدایتیں لکھتے رہے دیکھو اس جگہ یہ پنکھڑیاں بکھری ہوئی ہیں، یہ پھول یہاں مناسب نہیں ہے اس کو اس طرح سجاتے تو صوری و معنوی حسن پیدا ہو جاتا وغیرھم۔گویا نظم کا چمنستان سجانے، اسکو دیدہ زیب بنانے کے فن میں استاذ الشعراء حضرت راہی صاحب نے مجھ سے خوب مشقیں کرائی ہیں۔اس کے باوجود ''نغمات بخشش'' میں کسی طرح کی کمی، یا شعری و فنی عیوب ہیں تو اس کو میری کمی پر محمول کیا جائے۔راہی صاحب کا دامن اس سے پاک ہے۔

ایک صد سے زیادہ حمد و نعت منقبت لکھنے کے بعد امام عشق و محبت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی نعتوں پر تضمین لکھنے کی جانب راغب ہوا۔حضرت راہی کی معاونت، حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں کی دعاؤں اور اعلیٰحضرت کے اشعار کے توسط سے بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں کی فہرست میں نام لکھانے کی یہ حقیری سعی ہے۔اس امید کے ساتھ کہ کل میدان محشر میں شفیع المذنبین اوروں کی طرح مجھ گنہگار کو بھی اپنے دامن رحمت میں پناہ دیدیں۔آمین

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد قاسم حبیبی صاحب دیگر علوم کے ساتھ شعر و شاعری کی دنیا کے بھی نباض ہیں۔آپ نے اپنے گراں قدر قلم سے مبسوط تقریظ حقیقت و محبت تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی اور علم دوستی کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔تہہ دل سے میں آپ کا ممنون ہوں۔

''نغمات بخشش'' کی طباعت کے اخراجات کا بار گراں ''غوث الوریٰ اکیڈمی'' کے اراکین نے اپنے سروں پر لیکر میرے کام کو آسان بنا دیا ہے۔اور عزیز القدر عالم نو جوان مولانا محمد مسعود رضا قادری پورنوی نے خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کر کے اپنی فعالیت اور دینی بیداری کا ثبوت فراہم کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان تمام رفقاء کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔آمین

محمد ادریس رضوی ایم۔اے

خطیب و امام جامع مسجد۔پتری پُل، کلیان پن ۴۲۱۳۰۶

O

''ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا

خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا''

صابر کے نہ شاکر کے نہ زاہد کے لقب میں

دنیا کے نہ دولت کے نہ شہرت کے شغب میں

موتی کے نہ لُولُو کے نہ ہیرے کے ادب میں

''اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں

یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا''

ہاتھوں میں لیے آئے عَلَم سیّدِ عالم

خورشید عرب ، ماہِ عَجم سیّدِ عالم

ہیں جانِ جہاں جانِ حرم سیّدِ عالم

''جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّدِ عالم

اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا''

کہتی ہے زمیں لائے جواب اس کا کہیں سے
عزت ملی مجھ کو شہِ بطحا کے تئیں سے
تنویر ملی احمدِ مُرسل کی جبیں سے
”خم ہوگئی پُشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا“

آغوش میں رکھا اِسے میداں میں گھمایا
اسلام سِکھایا اِسے قرآن پڑھایا!
داماد بنایا اِسے چادر میں چھپایا
”اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا“

ناپاک رہے پر کبھی ناپاک نہ سمجھے
تم چاکِ گریباں کو کبھی چاک نہ سمجھے
بے باک تھے پر اپنے کو بے باک نہ سمجھے
”اے مدّعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا“

مومن کی ہے تقدیر مزارِ شہِ کونین

راحت کی ہے تصویر مزارِ شہِ کونین

شاہوں کی ہے تدبیر مزارِ شہِ کونین

"ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین

معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا"

آنکھوں سے لگانے کو قبا چاک نہ پائی

الفت میں گھلانے کو وِلا پاک نہ پائی

رضوی کو مٹانے کو بلا تاک نہ پائی

"ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی

آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا"

XXX

O

امارت کا ، قیادت کا، سیادت کا، اصالت کا

گنہ گاروں سیہ کاروں کی عزت کی نظامت کا

یتیموں بے کسوں بے آسراؤں کی حفاظت کا

"محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا

نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا"

نبیوں کی، رسولوں کی، شہیدوں کی قیادت کا

ستاروں کی، قمر کی، شمسِ تاباں کی حرارت کا

گُہر کی، لعل کی مرجان ولُولُو کی نفاست کا

"یہی ہے اصل عالم مادّہ ایجادِ خلقت کا

یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا"

فدا بھی مضطرب ہے شاہِ بطحا کی زیارت کا

مچلتا ہے ذرا سا دیکھنے کو چہرہ حضرت کا

چلا دامن کو پھیلائے ثمر لینے ارادت کا

"گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا

خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا"

لِقا محبوب، پا اقدس، جبیں روشن، اثر ٹھنڈا

رِدا نوری، ذقن لُولُو، سُخن آرا، ثمر ٹھنڈا

زباں کوثر، یدِ طولیٰ، حسیں رُو، کروفر ٹھنڈا

"گُنہ مغفور، دل روشن، خُنک آنکھیں جگر ٹھنڈا

تعالیٰ اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا"

نہیں رکھا شفاعت کی گزر پر کچھ بلا باقی

مکمل کر دیا آدم کی علت کی ندا باقی

نشانِ آخری ہے تام کر دی ہے دعا باقی

"نہ رکھی گُل کے جوشِ حُسن نے گلشن میں جا باقی

چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا"

گرے سجدے میں بُت کعبہ جُھکا شانِ مسیحا میں

بجا سارے جہاں میں دیں کا ڈنکا دورِ مولیٰ میں

کھلا رازِ محبت ہم پہ شہ کے دورِ اعلیٰ میں

"بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلف والا میں

تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا"

کھِلیں شاخوں پہ گُل، گلشن ہوں خنداں ہوں وہ تدبیریں

بہم آشفتہ سرہوں ،گرداں کے سنئے تقریریں

اُدھر مانگیں دعائیں وہ اِدھر کھُل جائیں تقدیریں

''صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں

گنہگارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا''

بھُلائے بیٹھے ہیں سب بام کے اس زینہ کو یارب

دکھا دے راہ سیدھی دل کے ہرنابینا کو یارب

نہ بھولیں اپنی وقعت کو نہ اس پارینہ کو یارب

''سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب

نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا''

پریشاں ہوں گے محشر میں نبی امّت کی علّت پر

بھروسہ کر کے سجدے میں گریں گے اس کی رحمت پر

ہیں نازاں ان کی امت ان کی الفت انکی شفقت پر

''اِدھر امّت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر

نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا''

ہوئیں امّت کی جانب جب نگاہیں میرے دولھا کی

تو سر پر تن گئی امّت کے چادر شاہِ بطحا کی

نہ گھبراؤ گنہ گارو جدا ہے شان مولیٰ کی

''بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضالِ والا کی

کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا''

سما ساتوں خدا نے رکھ دیا ہے ان کے پہلو میں

رُخ زیبا سے اترا ہے ذرا سا عکس لُولُو میں

لگایا ہے ملک نے مُشک و عنبر ان کے گیسو میں

"خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو اَبرو میں

کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امّت کا"

نظر کے سامنے سے تو ہٹا دے کوہ اور صحرا

سُلگتے دل کی آہوں سے مٹا دے کوہ اور صحرا

جگر کی آگ سے اپنے جلا دے کوہ اور صحرا

"مدرائے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا

نظر آ جائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا"

انہیں دیکھے نگہ تواپنے اندروہ حیالائے

ادب رّکھے،جگرتھامے،قدم چومے دعاپائے

محبت کا تقاضہ ہے لگا دے نعرۂ ہائے

”یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے

ملے جوشِ صفائے جسم سے پاپوش حضرت کا“

لِقا پیاری دکھانے کو ذرا آوازفرمائیں

مرے دل میں اترنے کوخرامِ نازفرمائیں

رہے بےتاب بندہ دل میں ایسارازفرمائیں

”الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں

بچھارّکھاہےفرش آنکھوں نےکمخواب بصارت کا“

ہزاروں منتیں کر کے زباں ان کو مناتی ہے

بہت بے تاب ہو کر قصہ ہائے غم سناتی ہے

کبھی نعتِ نبی پڑھتی کبھی نعرہ لگاتی ہے

''زبانِ خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے

تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگارِ فرقت کا''

بیاں ہو کیا کہ اب دل میں مرے حد سے سوا غم ہے

نہ رونے کا نہ ہنسنے کا نہ کچھ کہنے کا اب دم ہے

زباں ساکت، نگہ جامد، حیا باقی جبیں خم ہے

''سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا عالم ہے

شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا''

منانے کو خدا کو حشر میں دامن پسارو گے

بلکتی اپنی امت کو وہاں پُل سے اتارو گے

قیامت میں سبھی مغموم چہروں کو نکھارو گے

''جنہیں مرقد میں تا حشر امّتی کہکر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا''

شعاعیں پھوٹتی ہیں جانِ الفت کے شبستاں سے

برستا نور ہے محشر کے دولھا کے گریباں سے

گنہگارو وِلا مانگو لپٹ کر ان کے داماں سے

''وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلّیہائے جاناں سے

کہ چشمِ طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا''

تصوّر میں نبی کے آستانے سے گزر جانا

عبادت پر، ریاضت پر، سخاوت پر نہ اترانا

حقیقت کے عیاں ہونے سے رضویؔ تم نہ شرمانا

''رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا

کبھی تو ہاتھ آ جائے گا دامن ان کی رحمت کا''

○

"سرتا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول"

قدموں میں بچھانے کو ترے لائے ہیں بن پھول
مختارِ ارم، شاہِ حرم، کانِ کرن پھول
ایمانِ چمن، روحِ چمن، جانِ چمن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی ایما ہو کہ بن پھول"

کانٹوں سے کبھی چاک گریباں نہیں سلتا
بلبل کی صداؤں سے کوئی گل نہیں کھلتا
ثانی ترا کونین میں اے شہ نہیں ملتا

"تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول"

قدرت نے بنایا ہے وہ انمول نگینہ

رہنے کو بنایا ہے انہیں شہر مدینہ !

آؤگے قریں ان کے تو پاؤگے سفینہ

”واللہ جو مل جائے مرے گُل کا پسینہ

مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دُلہن پھول“

کب دل کو گوارہ ہے بھلا ان سے جدائی

روتے ہیں محبت میں تو کرتے ہیں گدائی

کہتی ہے انہیں لعل و گہر ساری خدائی

”دندان ولب وزلف ورخ شہہ کے فدائی

ہیں درِ عدن لعلِ یمن مشکِ ختن پھول“

رکھا نہ خطاؤں نے مجھے اب کسی جا کا

نکلا ہے اک اک تار مرے دل کی قبا کا

آفت میں گھرا امّتی شاہِ ھدا کا

"دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا

اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول"

کیا تجھ کو ملا ڈوب کے دنیا کے نشہ میں

آرام نہیں تجھ کو ذرا عیش کدہ میں

روتا ہے کبھی گھر میں کبھی غارِ سیہ میں

"دل کھول کے خوں رو لے غمِ عارض شہہ میں

نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شدن پھول"

احسان ہے ترا شاہِ زمن سارے جہاں پر

ہر رازِ عیاں پر ہے تو ہر سرِّ نہاں پر

روتے ہیں گنہگار بشر اپنے زیاں پر

"گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر

بُلبل کو بھی اے ساقی صہباولبن پھول"

کیوں کوئی مرا حال بدلنے کو گھر لائے

احسان جتانے کو سخاوت کی گھٹا چھائے

آنکھوں میں لہو بھر کے مری موت کا غم کھائے

"ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے

بیکس کے اُٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول"

آنکھوں میں ترے رنگ حیا رنگ وفا چھائے

اللہ کی قدرت سے نگاہوں میں ضیا آئے

کیا جانے کس وقت صبا حکم شفا لائے

"دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے

سورج ترے خرمن کو بنے تری کرن پھول"

خواہش نہیں کچھ دل کو مرے دام و درم کی

رضوی کو ملی خاک مدینہ کی حرم کی

ہے دھوم ملک میں شہِ سردار ارم کی

"یہ کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی

زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول"

O

سوچتے کیا ہو کیا سفر خوب سے خوب تھا کہ یوں

پَل میں براق لے اڑا چاک سما ہوا کہ یوں

شمس و قمر کی گفتگو سُن کے چلی صبا کہ یوں

"پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں

کیف کے پَر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں"

رازِ خدا کے ساز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

جانِ جہاں کے ناز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

پردہ اُٹھا نیاز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

"قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

روحِ قدس سے پوچھیے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں"

نغمۂ نو بہار میں چھیڑ کے سازِ دلنشیں

کرتے ہیں گفتگو مَلک آمدِ شاہ ہے حَسیں

آج کی شب میں ہالۂ وصل ہوئی قریں یہیں

"میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں

صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں"

تیر کے عشق کی ندی دل جو کنارے آ لگا

گُل نے کہا یہ ہے بدی کیوں تو کنارے جا لگا

سن کے ذرا مری حدی نعرہ اک آہ کا لگا

"ہائے رے ذوقِ بےخودی دل جو سنبھلنے سا لگا

جھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں"

دل کے یقیں میں کیوں ہو فرق مجھ پہ کرم کریم کر

ذِکر میں تیرے دل ہو غرق دل کو مرے ندیم کر

عشق میں مجھ کو کر دے غرق اتنا تو اے رحیم کر

''دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر

مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں''

عرش پہ جا کے کِس طرح لمحے میں آتے ہیں حضور

سنگ و شجر کو کِس طرح در پہ بلاتے ہیں حضور

شمس و قمر کو کِس طرح حکم سناتے ہیں حضور

''دل کو ہے فکر کِس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور

اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں''

ساتھ میں قرب و وصل تھا ہجر میں ہوک و شور و غل

زلف و لقا کی دید تھی خوب تھی دید کا سُبل

بخت بلند و شاد تھا حاصل سر تھا گُل کا گل

"باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گُل

کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہو کہ یوں"

دُور ہیں مجھ سے خار و غار دونوں کا حُزن کیوں کر آئے

تھا منے مجھ کو دین و علم دونوں کا رُکن کیوں کر آئے

عشق میں رضوی درد و ہوک دونوں کا مُزن کیوں کر آئے

"جو کہے شعر و پاسِ شرح دونوں کا حُسن کیوں کر آئے

لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں"

O

زلفِ مُبیں کے رُو برو پھول سے دل لبھائے کیوں

تیرا جو عندلیب ہو گیت کسی کے گائے کیوں

تیرے سوا کسی کو وہ حالِ جگر سنائے کیوں

"پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں"

عازمِ الوداع کا عزم ہمیں رلائے کیوں

دُور سے مسکرا کے آنکھوں کو ہمیں دکھائے کیوں

ہم تو گدا ہیں روضے کے کوئی ہمیں بلائے کیوں

"رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اُٹھائے کیوں

سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں"

دیکھتے ہی نقیب کو کھینچتے ہیں قریب کو

کہتے ہیں وہ معیب کو درد کہو طبیب کو

دیں گے دوا غریب کو ہاتھوں سے خود رقیب کو

"بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو

روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں"

سینے پہ رکھ دیں شہ قدم لمحے میں دل ہو محترم

دل پہ مرے کریں کرم عیش کا سر کروں قلم

دین کے رہ پہ ہو قدم عشق کا بھی رہے بھرم

"یاد حضور کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم

خوب ہیں قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں"

لطف بھری دعا ہوئی غم سے چھٹے اسیر بھی

نغمہ سر از میں ہوئی شاد ہوئے حقیر بھی

رتبۂ حضرتِ علی تھامے قدم نصیر بھی

''دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی

چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آ نہ جائے کیوں''

لب پہ ہے نام مجتبیٰ وردِ دُرود کی صدا

روحِ گدا کرے ندا عشق کا جام ہو عطا

رنگ کوئی نیا کھِلا عشق میں دل کرے مزا

''جان ہے عشقِ مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں''

جانِ چمن پہ ہیں نثار عشق کی رہ پہ ہیں سوار

صبر کی پکڑے ہیں مہار دزد رہے ذلیل وخوار

صورتِ غم ہیں صد ہزار جان وجگر پہ کرتے وار

''ہم تو ہیں آپ دل فگار غم میں ہنسی ہے ناگوار

چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں''

چپکے سے کان میں سنائیں یا دلِ بندہ کو رلائیں

شمس وقمر سا رخ دکھائیں یا دلِ مضطرب میں آئیں

زلفِ مُبیں کی لٹ سنگھائیں یا درِ خود پہ خود بلائیں

''یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں

منّتِ غیر کیوں اُٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں''

ان کے وصال کا ثمر دل میں چھپائے ہے عمر

ان کے کمال سے حجر دیتے ہیں کلمے کی خبر

ان کے جمال پر بشر کرتے ہیں چاک دل جگر

''ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر

جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں''

فن سے رہے قلم قریب جامِ وفا مجھے نصیب

دیکھے نظر سے گر غریب شاد ہو جان و دل معیب

مالِ جہاں تجھے نصیب مجھ کو ملے مئے طبیب

''خوش رہے گُل سے عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب

میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں''

چاک جگر اگر سِلے دکھ کی دوا اگر مِلے

دل کی نظر اگر کھُلے خود کا پتا اگر چلے

سر کی رِدا اگر مِلے شاخِ عمل اگر پھَلے

"گردِ ملال اگر دُھلے دل کی کلی اگر کھِلے

برق سے آنکھ کیوں جَلے رونے پہ مسکرائے کیوں"

کردو خبر نجیب کو شاد کرے غریب کو

دل کے غنی حبیب کو بعدِ خدا ندا کرو

جانِ وفا رقیب کو ساتھ لئے سدا رہو

"جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو

کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں"

لقمۂ تر سے اے ذکی عادتِ سگ بگڑ گئی

لمحہ ہی بھر میں اے ولی عادتِ سگ بگڑ گئی

تیری دہائی اے نبی عادتِ سگ بگڑ گئی

”اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی

میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں“

عاشقِ شہہ میں کیا کمی مردِ جنابِ چیدہ کی

عوف و بلال و عاص کی ذاتِ علی رسیدہ کی

جانِ ولا اویس کی انس و عمر عبیدہ کی

”راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاض دیدہ کی

چادرِ ظل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں“

ذاتِ شہِ ظہور سے ہم کو خدا نہ صبر دے

جامِ لقا طہور سے ہم کو خدا نہ صبر دے

زلفِ مُبیں کے نور سے ہم کو خدا نہ صبر دے

"سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے

جانا ہے سر کو جاچکے دل کو قرار آئے کیوں"

بخت میں تیرے ہے ارم خلد کو گر لبھائیں ہم

خوب ہے رضوؔی کا قلم نعتِ نبی سنائیں ہم

آنکھوں میں آئے گا حرم نفس کو گر نچائیں ہم

"ہے تو رضؔا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم

کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں"

لب پھول ہیں یا ہیں حنا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یا چاند ہیں یا آئینہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

تل نجم یا روشن طلا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

"رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں"

ساجد میں یہ قدرت کہاں واجد میں ذریت کہاں

حامد میں یہ ہمت کہاں ماجد میں فرضیت کہاں

عابد میں یہ طاقت کہاں قادر میں ولدیت کہاں

"ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں"

فرشِ زمیں کے ہیں مکیں عرشِ عُلا پہ ہے نگاہ

ساتوں سما اور خلد سے ہے لامکاں تک ان کی راہ

حیرت زدہ ہے دیکھ کر خورشید بھی آقا کی جاہ

”حق یہ کہ ہیں عبدِ اللہ اور عالمِ امکاں کے شاہ

برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

گوہر نے لَو ان کو کہا لُولُو نے حُسنِ جانفزا

جگنو نے ضَو ان کو کہا طوطی نے سُنبل دلربا

کویل نے مہ ان کو کہا بھونرے نے بُو لطف و مزا

”بلبل نے گُل ان کو کہا قمری نے سروِ جانفزا

حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

یاقوت تھا کس شان پر کیا بڑھ کے لپکا تھا بشر

مرجان تھا کس شور پر ہر جان کی تھی اس پر نظر

یہ لعل تھا کس اوج پر ہر سمت تھا اس کا اثر

”خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر

بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

دیکھا نظر سے نامۂ اعمال کو جب اک ذرا

تو دیکھ کر حیراں ہوا عصیاں سے تھا پورا بھرا

مجھ سے ہوئیں بے حد خطا کیا آ گئی سر پر بلا

”ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

کوئی ہے شاداں صبر پر یا شکرِ سجدہ ہے گہر

کوئی ہے خنداں ذکر پر یا مالِ عقبیٰ ہے اِدھر

کوئی ہے فرحاں کام پر یا بندگی کا ہے ثمر

"کوئی ہے نازاں زہد پر یا حُسنِ توبہ ہے سپر

یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں"

صبح و مسا اور رات دن ہر ایک پَل کھونا تجھے

آتا ہے بس کالی بدی کا تخم ہی بونا تجھے

کارِ عبث کرنا تجھے بارِ گنہ ڈھونا تجھے

"دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں"

کر کے بدی اپنے لیے افتاد کو جالا کیا

اعمال کے دفتر کو خود سے رات دن کالا کیا

لاکھوں گنہ کا بوجھ اپنی جان پر ڈالا کیا

”رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا

شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

پروانہ ہے جلتا ہوا یا بلبلِ شیدا ترا

ادنیٰ سا ہے بھنورا ترا یا قمریٔ بے کل نوا

شاعر ہے یہ رضویؔ ترا یا طوطیٔ مسکیں صدا

”ہے بلبلِ رنگیں رضاؔ یا طوطیٔ نغمہ سرا

حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“

"پُل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو"

طوفاں نے کیسا حال کیا شرمسار کا

خستہ ہوا ہے حالِ جگر بُردبار کا

ثابت نہیں ہے عضو کوئی دل فگار کا

"کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا

یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو"

آدم کی جان، نوح کے دل کے دیار میں

رہتے ہیں میری جان کے قرب و جوار میں

ایمان بن کے میرے جگر کی بہار میں

"فریاد امّتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو"

ان کے لئے ہیں ارض وسما دونوں مستوی

قوّت انہیں خدا نے عطا کی بہت قوی

کتنی حسین شاہِ ھدا کی ہے خسروی

"کہتی تھی یہ براق سے اس کی سُبک روی

یوں جایئے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو"

مشہور اپنی ذات صفت میں وہ ہیں یہاں

ان کی طرح عظیم بشر کون ہے کہاں

ارشاد مصطفٰے کا پڑھو نقل ہے یہاں

"فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں

اے مرتضٰی عتیق و عمر کو خبر نہ ہو"

عالی جناب کیجیے دل کا مرے علاج
روتا نہیں ہے عشق میں کرتا ہے سب رواج
جامِ وفا پلا کے بنا دیجیے سراج
"آ دل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو"

ساقی پلا دے جام محبت جدا ہمیں
حسرت سے دیکھتے رہیں شاہ و گدا ہمیں
تا کا کریں فلک سے فرشتے سدا ہمیں
"ایسا گما دے انکی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو"

احسان ان کا دیکھ کے حیراں گدا نہ ہوں

مہماں ہوئے ہیں ان کے تو ہم سے خطا نہ ہوں

آنکھوں کی دید وعید میں لاکھوں بلا نہ ہوں

"طیر حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں

یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو"

بے تاب شوق وعشق سے چلمن نہ بھیگ جائے

پُرسوز دل کی آہ سے خرمن نہ بھیگ جائے

حسرت زدہ کے اشک سے آنگن نہ بھیگ جائے

"اے خارِ طیبہ دیکھ کے دامن نہ بھیگ جائے

یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو"

دولت ملی ہے عشق کی تو بے نوا نہیں

بے کار کر دے عشق کو کوئی ہوا نہیں

محشر میں رکھ لے لاج جوان کے سوا نہیں

"اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں

اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو"

چھالے پڑے ہیں پاؤں میں اور خشک ہیں زباں

تو ڈھونڈھ ان کو حشر میں رضوؔی یہاں وہاں

ان کو ملا ہے اِذن شفاعت کا بے گماں

"ان کے سوا رضاؔ کوئی حامی نہیں جہاں

گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو"

O

ہر جگہ اعلیٰ قیادت ہے تمہاری واہ واہ

خود خدا کرتا حفاظت ہے تمہاری واہ واہ

خشک وتر سب پر سیادت ہے تمہاری واہ واہ

"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ"

فضل مولیٰ کی ہے سر پر پہرے داری واہ واہ

جامۂ الفت میں صورت پیاری پیاری واہ واہ

حُسنِ اعلیٰ زلف کالی فیض جاری واہ واہ

"خامۂ قدرت کا حُسنِ دست کاری واہ واہ

کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ"

مال و دولت لعل و گوہر نقد کی حاجت نہیں

نارِ دوزخ میں نہ گر جائے میری امّت کہیں

شاہِ بطحا کو یہی فکرات ہر لمحہ رہیں

"اشک شب بھر انتظارِ عفوِ امّت میں بہیں

میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ"

اپنے لب کو پاک کر ناموں کو ان کے چوم کر

ان کا خادم خود کو کر کے خود کو تو مخدوم کر

ان کی چاہت میں خودی کے بام کو معدوم کر

"انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندّیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ"

سب سے بہتر سب سے اعلیٰ راہ ہے تو ان کی راہ

سب سے ارفع ان کی خدمت سب سے اعلیٰ ان کی چاہ

وہ ہیں مالک وہ ہیں قاسم وہ شہنشاہوں کے شاہ

"نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ

اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ"

عاشقوں اور جانثاروں کی کریں گے دلدہی

کل قیامت میں خوشی ہم کو دلائیں گے وہی

شانِ عظمت تاجِ بخشش ان کے ہی سر پر رہی

"نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی

مہر اور ان تلووں کی آئینہ داری واہ واہ"

طاعت و تقویٰ نہیں تو نفس ظالم گرم ہے

بے حیا ظالم شقی کج فہم یہ بے شرم ہے

اس کے دھوکے میں نہ آؤں کب یہ مجھ پر نرم ہے

''نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے

ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ''

وسعتیں حد سے سوا رکھتی ہے شفقت کی نگاہ

دو جہاں میں ہوگئی مشہور الفت کی نگاہ

گر کے سجدے میں فغاں کرتی ہے چاہت کی نگاہ

''مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ

طالع برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ''

التجا فریاد ہے سرکار کے دربار میں

ہیں ہزاروں خوبیاں اس پیکرِ کردار میں

پیش ہے عاصی حضور سیّد ابرار میں

''عرض بیگی ہے شفاعت عفوِ کی سرکار میں

چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ''

کیا بتائیں کب ہوا کیسے ہوا دل کا علاج

ان کی الفت بڑھ گئی جب دل ہوا میرا سراج

دین و دنیا قبر و برزخ میں ہے ان کی احتیاج

''کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج

کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ''

بھیج کر دنیا میں پیارا ماہ رُو اخلاص کا

بول بالا .کردیا وحدت کے اس غوّاص کا

عرش کے پائے پہ لکھا نام خاص الخاص کا

''خود رہے پردے میں اور آئینہ عکسِ خاص کا

بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ''

فاطمہ حسنین عثمان و علی ان پر نثار !

مَلتے ہیں اپنی جبیں پر ان کی چوکھٹ کا غبار

پاس ان کے دوڑتے ہیں آدمی سینہ فگار

''اس طرف روضہ کا نور اُس سمت منبر کی بہار

بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ''

کفر کو معدوم جانا رُو بہ رُو اسلام کے

دیں دعائیں دشمنوں کو بدلے میں دشنام کے

تا ابد بجتے رہیں گے ڈنکے اس کے نام کے

"صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ"

اپنی بگڑی کو بنانے کی ہے کوشش میں گدا

ان کے در پر گڑگڑاتا ہے لگاتا ہے صدا

ان کی الفت سے بھرا ہے قلبِ رضوؔی باخدا

"پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضؔا

اُن سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ واہ"

O

ہے مکاں تالا مکاں شہرت رسول اللہ کی

نیک و بد دونوں کو ہے حاجت رسول اللہ کی

قبر میں ہوگی عیاں صورت رسول اللہ کی

”عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی“

انجم و ماہ قمر پابند ہیں دستور کے

غل کریں گے دل جلیں گے قبر میں مغرور کے

نامِ جاناں نقش ہے سینے میں ہر مجبور کے

”قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی“

ظالموں کے ظلم سے تھّراتے تھے اہلِ عرب

بے کسوں پر ظلم کر کے وہ مناتے تھے طرب

مٹ گئے خونخوار آخر رہ گیا نام و نسب

''کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب

ابر آسا چھاگئی ہیبت رسول اللہ کی''

سنگ خندق کا ہلا تو شاہِ بطحا سے ہلا

چاک سینے کا سِلا تو جانِ ایماں سے سِلا

گُل محبت کا کِھلا تو دستِ رحمت سے کِھلا

''لاوَ ربِّ العرشِ جس کو جو ملا ان سے مِلا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی''

دو جہاں سے بڑھ کے ہے پیاری دعا ان کی دعا

حور و غلماں کیا، فرشتے کیا، کہ رب ان پر فدا

ان کے در پر رہتے ہیں اصحابِ قبلہ باصفا

"وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی"

جانور سمجھیں، شجر جانیں، قدم چومیں یہ خاک

بت گریں، ظالم مٹیں، کافر سے بیت اللہ پاک

ان سے اشک آلودہ ہرنی بھی ملے پُر تپاک

"سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی"

ناسمجھ کج فہم بے دیں اپنی کم عقلی پہ رو

دین و ایماں بیچ کر آرام سے دنیا میں سو

اپنے جیسا ان کو کہہ کر خار ہونٹوں میں چبھو

''تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی''

تیری خاطر رنج و غم سب آپ نے ہنس کر سہے

مکر کر کے بن کے اپنا ان کو تو کیا کیا کہے

پڑھ کے قرآں پھر بھی تو ظلمت کے دریا میں بہے

''ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویار ہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی''

وہ سخی ہیں جانتے ہیں سب کا وہ حالِ زبوں

ان کی رفعت کے مقابل سر فلک کا ہے نگوں

لب پہ ان کا نام آتے ہی ملے دل کو سکوں

''ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی''

نقش شیطاں کر کے غافل دل میں ڈالے ہیں فتور

درگزر اب کیجیے ہم سے ہوئے ہیں جو قصور

اک نظر ہم عاصیوں پر کیجیے کلفت ہو دور

''اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور

نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی''

ہے مدینے تک مرے تارِ نظر کا سلسلہ

لطف ان کا دیکھ کر دل کا مرے گلشن کھِلا

دے دیا داتا نے اپنے فضل سے مجھ کو صِلا

''خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا مِلا

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی''

ان کو پاکر ہوگئے ہم ہر جگہ کتنے بُلند

ہوکے شامل عاشقوں میں ہم کریں خود کو دوچند

وہ ہمارے ہیں ہم ان کے خاص ہیں اے ارجمند

''ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند

حشر کو کھُل جائے گی طاقت رسول اللہ کی''

نامۂ اعمال سے ہوں دُور بدکاروں کے جرم

فضل سے اپنے مٹا دے ہم گنہگاروں کے جرم

رحمتوں کے سامنے کیا ہیں خطا کاروں کے جرم

"یارب اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جرم

جوش میں آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی"

شانِ قدرت کی علامت صاف لب ہائے حضور

کا گُلِ ولّیل اور خورشید ہیں پائے حضور

دیکھ کر دنداں مبارک چپ ہیں اعدائے حضور

"ہے گُلِ باغِ قُدس رخسار زیبائے حضور

سروِ گلزارِ قِدم قامت رسول اللہ کی"

کہتی ہے دنیا کہ رضوؔی بھی ہے مدّاحِ حضور

خلد کی تجھ کو بشارت ہے اے مدّاحِ حضور

نعت خواں اک تو نہیں ہے ہر شے مدّاحِ حضور

"اے رضؔا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی"

جام کوثر کا قیامت میں پلاتے جائیں گے

ہم سیہ کاروں کو دامن میں چھپاتے جائیں گے

راہ کی ساری بلاؤں سے بچاتے جائیں گے

"پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے

آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے"

لطف آج ان کا سوا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ

آج کا دن دید کا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ

حشر میں برسات کیا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ

"دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ

ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے"

لڑکھڑاتے ٹھوکریں کھاتے قیامت میں صریح

بے سہارا بن کے پھرتے اور ہوجاتے ذبیح

کیجیے ہر دم زباں سے اپنے آقا کی مدیح

"کشتگانِ گرمی یہ محشر کو وہ جانِ مسیح

آج دامن کی ہوا دے کرجلاتے جائیں گے"

ہم کرامت کیا دکھائیں گے وفائے غیض سے

بخششیں ہوں گی قیامت میں نگاہِ فیض سے

گھر ملے گا خلد میں امّت کو ان کے بیض سے

"گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے

خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے"

حشر میں میزان و پلِ کوثر پہ ان کا راج ہے

امتوں کی بخششوں کا جن کے سر پر تاج ہے

لطف ان کا عام ہے تقدیر کی معراج ہے

''ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے

تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے''

اپنے دامن میں چھپالیں گر گدا چاہے کہ وہ

زلف و رخ دنداں دکھادیں گر فدا چاہے کہ وہ

ان کا چاہا ان کو چاہے گر رضا چاہے کہ وہ

''آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ

ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے''

ان کی آنکھوں سے چھلکتی یہ وہ مے ہے مے کہ وہ

پاک وطاہر ہے بتاتی یہ وہ شے ہے شے کہ وہ

خلد میں لے جائے گی الفت کی لے ہے لے کہ وہ

"کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ

نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے"

جو نہ سمجھا ان کو اس کی ذات میں اندھیر ہے

لعل وگوہر فوج و لشکر ان کے آگے زیر ہے

ان کے صدقے میں غلاموں کی قیادت شیر ہے

"خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے

خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے"

عاصیو! محشر میں ڈھونڈھو رب کے تم مطلوب کو

نور والی بھیگی پلکیں دیدۂ مرطوب کو

غور سے دیکھو ذرا تم چہرۂ مرغوب کو

"وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو

جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے"

بھیک دینے کو وہ آئے ہم فقیروں کی طرف

شادماں کرنے کو آئے ہم غریبوں کی طرف

ختم کرنے حشر آئے ہم صفیروں کی طرف

"لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف

خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے"

بے کسوں کی بخششوں کا نامہ شاہا لائے ہیں

بے سہارو سر اُٹھاؤ حشر پر وہ چھائے ہیں

ناتوانو! صبر کے پھل آج تم نے پائے ہیں

"آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں

لوحِ دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے"

جانِ نعمت، کانِ الفت، پاک طینت آئے ہیں

سر پر رکھ کر تاجِ رفعت شاہِ جنت آئے ہیں

اپنی امّت پر سراپا بن کے شفقت آئے ہیں

"سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوش رحمت آئے ہیں

آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے"

رنج و غم صدمات سے سینہ ہوا ہے داغ داغ

شاہ کی الفت سے دل ہوگا ہمارا باغ باغ

قرب کتنا ہے خدا سے کون پائے گا سُراغ

"آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ

صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے"

فخر محشر میں کریں گے ہم ترے انداز پر

جان و دل قرباں کریں گے زلف و رخ کے ناز پر

خلد کی جانب بڑھیں گے تیرے دم کے ساز پر

"پائے کوباں پُل سے گزریں گے تری آواز پر

ربِّ سلّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے"

خوب ہے یہ زندگی کا اور برزخ کا سفر

ہے کہیں پر ہار اپنی اور کہیں پر ہے ظفر

مالکِ دیں کی ضرورت ہر جگہ پر ہے مگر

"سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر

نفس وشیطاں سیّدا کب تک دباتے جائیں گے"

از مکاں تالا مکاں گنجائش مولیٰ کی دھوم

محفلِ رضواں میں ہے زیبائش مولیٰ کی دھوم

ہر جگہ ہے رونق و آرائش مولیٰ کی دھوم

"حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم

مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے"

بُلبلِ باغِ مدینہ کی زباں پر ہے سدا

یا نبی اللہ دل کو کیجیے الفت عطا

ہے گداؤں میں ترے ادریس رضوی بھی گدا

"خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضؔا

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے"

O

اللہ کی رضا کا مجلا کہوں تجھے

مقصودِ کائنات کا جلوہ کہوں تجھے

سلطانِ انبیاء شہِ والا کہوں تجھے

''سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے

باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے''

دل میں بسا کے نام ترا رنج وغم سہوں

بے تاب تیرے عشق میں ہر آن میں رہوں

تجھ پر پڑھوں دُرود تیری آل پر پڑھوں

''حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں

جانِ مراد و کانِ تمنّا کہوں تجھے''

فردوس کا جمال فلک کی ضیا کہوں

حور و مَلک کی بزم کی رنگیں قبا کہوں

قرآن و کعبہ ارض و سما کی بنا کہوں

''گلزارِ قُدس کا گُلِ رنگیں ادا کہوں

درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے''

ایما پہ ان کے مٹ گئے بچّے بڑے سلف

وہ کہہ گئے ہیں بات مری سن لے اے خلف

ان کی عطا کو چھوڑ کے میں جاؤں کس طرف

''صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف

بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے''

تیرے حضور اونٹ بھی کرتے ہیں نالشیں

کرتے ہیں سب چرندے پرندے گزارشیں

کتنی حسین تیری ولا کی ہیں بارشیں

"اللہ رے تیرے جسم منوّر کی تابشیں

اے جانِ جاں میں جانِ تجلّا کہوں تجھے"

سب سے بلند مرتبہ ہے با حلف کہوں

بے مثلِ علم و حلم، ھمم کی صدف کہوں

تفسیر وحدہٗ کی کشادہ کنف کہوں

"بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں

بے خار گلبنِ چمنِ آرا کہوں تجھے"

سجدے میں رکھ کے فرق کو تاباں کروں شہا

پڑھ کر دُرود تجھ کو میں شاداں کروں شہا

اپنے گنہ کا چاک گریباں کروں شہا

''مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا

یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے''

تسکین اپنے دل کو دلاؤں میں یوں کہ یوں

مجبور بے نوا ہوں سہارے کو تھام لوں

شاداں ہوں کہ غلام میں اپنے شہا کا ہوں

''اس مُردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں

تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے''

اک وار میں جگر کے کئے ٹکڑے اے جری
صدقے میں تیرے کشتِ اَمَل ہو گئی ہری
محتاج ہو کے دنیا ترے در پہ ہے پڑی
"تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں مرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے"

رُورُو کے اشک پیتی ہے حیراں کی خامشی
کتنی حَسیں ہے ان کے پریشاں کی خامشی
لب کھولتی نہیں ہے عزیزاں کی خامشی
"کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناخواں کی خامشی
چُپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے"

خالی تھا دل کا کاسہ مُرادوں سے بھر دیا
جینے کے واسطے ہمیں طرزِ دِگر دیا
رضوؔی کو فرض و نفل و سُنن کا شجر دیا
"لیکن رضؔا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خَلق کا آقا کہوں تجھے"

حال دل اِن سے کہو نافع یہی سرکار ہے

اپنی امت پر فدا دافع بلا دلدار ہے

ہو مبارک صابرو ! رافع عُلا سردار ہے

"مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہِ ابرار ہے

تہنیت اے مجرمو ! ذاتِ خدا غفّار ہے"

نور سا ان کا سراپا چاند سی روشن جبیں

مہر سی پیاری لقا دستِ مبارک دل نشیں

مشک سی خوشبو بسی ہے زلفِ دوتائے مبیں

"عرش سافرشِ زمیں ہے فرش پا عرشِ بریں

کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے"

مہر پلٹے، سنگ پگھلیں، اونٹ سجدے میں گریں

بھیڑیے ایمان بانٹیں، آب و گلِ آہیں بھریں

عشق میں کعبہ جھکے قدموں میں آہو سر دھریں

''چاند شق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدے کریں

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے''

جن نے پیاسوں کے دلوں کو پل میں تازہ کر دیے

بوہریرہ کی رِدا میں علم سارے بھر دیے

نور و نکہت، شان و شوکت اور مال و زر دیئے

''جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے''

راز دارِ وحدۂ عرشِ بریں کے ہو بصیر

عالمِ ارواح میں قالو بلیٰ کے ہو امیر

نورِ اوّل حُسنِ یکتا اور ہو بدرِ منیر

"لب زلالِ چشمۂ کن میں گندھے وقتِ خمیر

مُردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے"

رخ سے پردہ پیارے سرکا دو خدا کے واسطے

مسکرا کر نور پھیلا دو خدا کے واسطے

عشق سے ایماں کو مہکا دو خدا کے واسطے

"گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے

نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے"

نام لیوا تیرے تجھ کو ہی دکھاتے ہیں جگر

بیٹھتے اُٹھتے سناتے ہیں الم کی سب خبر

رحمۃ العالمین کہتا ہے تجھ کو ہر بشر

''تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر

ایک جانِ بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے''

راہ مشکل ، جسم لاغر ، پاؤں شل، دشمن ہزار

جان خستہ، ہاتھ بستہ، فکر کا کاندھوں پہ بار

سم کی بارش، غم کا دریا اور قدم پکڑے ہے مار

''جوشِ طوفاں، بحر بے پایاں، ہوا ناسازگار

نوح کے مولیٰ کرم کرلے تو بیڑا پار ہے''

المدد اے ناخدا طوفانِ غم میں سب گیا
باندھ کر تیرا تصوّر در پہ میں ہر شب گیا
سوزِ دل سازِ جگر کیا جانے دل سے کب گیا
”رحمۃ العالمین تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے“

ان کی نعتیں پڑھتے آئے اور گئے سارے رُسل
ٹوٹ کر بکھرا پڑا ہے خوف کا مارا جبل
کھِل گئے نغماتِ رضوی سے چمن کے سارے گُل
”حرتیں ہیں آئینہ دارِ و فورِ وصفِ گُل
ان کے بلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے“

جھوم جھوم اُٹھے ہیں خدمات رضا سے بوستاں
شادماں ہوتے ہیں کلمات رضا سے بوستاں
جگمگا جاتے ہیں لمحات رضا سے بوستاں
”گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو، کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے“

O

سنا دو مژدہ، پڑھا دو کلمہ کہ جاں الم کے عذاب میں ہے

چلا دو رستہ، مٹا دو صدمہ کہ دل عدو کے عتاب میں ہے

بڑھا دو لمعہ، بنا دو کشتہ کہ شوق دل کے گلاب میں ہے

"اٹھا دو پردہ، دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے

زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے"

سلگتے روتے بلکتے بندوں پہ اپنے داماں کا سایہ فرما

بنا کے زلفِ دُوتا کو ہالہ کرم سے اپنے اجالا فرما

دِکھا کے اپنی لقا کا جلوہ غلاموں پر اپنے قبضہ فرما

"نہیں وہ میٹھی نگاہ والا خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما

غضب سے ان کے خدا بچائے جلالِ باری عتاب میں ہے"

ملا ہے صدقہ نظر سے اس کی رحیم ہے پیارے رحم والا

کھِلا ہے گلشن کرم سے اس کے عظیم ہے پیارے عزم والا

زمیں ہے اس کی زماں ہے اس کا ہے دو جہاں میں وہ بزم والا

''جلی جلی بوٗ سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا

کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے''

انہیں کے پرتو سے مہ مگن ہے انہیں کی طلعت ضیا فگن ہے

انہیں کے دم سے زماں حسن ہے انہیں سے قائم قلم کا فن ہے

انہیں کے رُو سے رواں کرن ہے انہیں کی ضَو سے گہر حسن ہے

''انہیں کی بو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے

انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے''

دکھا کے چہرہ ، اُٹھا کے انگلی ، جھکا دیا سر درندگی کا

سنا کے کلمہ ، بتا کے رستہ ، مٹا دیا نام گندگی کا

تری ادا سے ہے جانِ جاناں کمال ہونا بندگی کا

"تری جلو میں ہے ماہِ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا

حیات جاں کا رکاب میں ہے ممات اعدا کا ڈاب میں ہے"

نظر حیا دارِ جانِ تقویٰ و مردِ خوبانِ کارِ اتقیٰ

جگر محبانِ یارِ مولیٰ نظرِ فدایانِ خلد و عقبیٰ

ستم شعارانِ مارِ افعیٰ و ساکنانِ فلک و سدرۃ

"سیہ لباسانِ دارِ دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ

ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے"

وہ پا ہیں پیارے حسین ان کے خوشی ہیں پاتے ملول جن سے

جبیں ہے ماہِ مبین ان کی مٹے ہیں شب کے اصول جن سے

وہ ید ہیں دلکش شہاب ان کے دعائیں لیتی بتول جن سے

'وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے

گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے"

بسی ہے ظلمت نظر سے دل تک اُٹھا دو اب پردۂ مبارک

بہی ہیں آنکھیں، پھٹا ہے سینہ، دکھا دو وہ چہرۂ مبارک

کبھی تو سینے پہ میرے رکھ دو گلاب سا پایۂ مبارک

"جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالب جلوۂ مبارک

دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے"

پڑے ہیں تاریک گھر سے پالے تمہیں کراتا ہے بندہ باور

مرے شہنشاہ دیکھو آکر تمہیں ہو بے آسرا کے یاور

تمہارا ہلکا سا اک اشارہ پئے تسلی ، ہے کیف آور

''کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور

بتادو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے''

صدائے جبّار ہے طلب پر دکھاؤ اعمال اپنے برتر

پکاریں کس کو گنہ کے ڈھب پر کہ ذوالمنن تم ہو ہم ہیں احقر

ردائے نوری اوڑھادو سر پر تمہیں ہو شافع، تمہیں پیمبر

''خدائے قہّار ہے غضب پر کھُلے ہیں بدکاریوں کے دفتر

بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے''

نہ منھ چُرائے نہ ہاتھ کھینچے نہیں ہیں ان کے یہاں بہانے
بھرا ہے دامن کھِلا ہے گلشن پڑے ہیں در پر بنے دوانے
حبیب کا در کہ جس سے کمتر ہیں ساری دنیا کے آشیانے
"کریم ایسا ملا کہ جس کے کھُلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو! کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے"

عدو نے نرنگیاں دکھائیں ٹپک کے سر پر بلائیں آئیں
ستم نے سارنگیاں بجائیں بپھر کے سرکش جفائیں آئیں
خودی نے باریکیاں یہ پائیں اُبھر کے لاکھوں وبائیں آئیں
"گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے"

حسین اپنے حسن کا صدقہ غلامِ بے طرز کو نہ سَرکا
بسا کے تجھ کو جگر میں اپنے اسیر ہے بندہ تیرے در کا
بلا کے طیبہ دکھا کے جلوہ غریب رضوی کو اپنا فرما
"کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے"

”سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے“

خُدّام فرشتے ہیں امّت کی سمائی ہے
میزان و پُل و کوثر پر ان کی رسائی ہے
اللہ کی قربت سے کب ان کی جدائی ہے

”مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تری مجرم کیا بات بنائی ہے“

اللہ نے ایماں کا گلزار دیا ہم کو
سایا رہے سر پر وہ سردار دیا ہم کو
محشر میں بچانے کو غم خوار دیا ہم کو

”سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے“

ایماں کی حلاوت سے نیّت کا اثر پوچھو

الفت میں پڑے دل سے رودادِ سفر پوچھو

کیوں عشق میں روتا ہے اک روز خبر پوچھو

''یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو

یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے''

چاہت کی رداؤں میں محجوب ہوئے سارے

محکوم ہوں حاکم ہوں ہیں وقت کے سب مارے

آ دیکھ مرے در پر شفقت کے رواں دھارے

''زائر گئے بھی کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے

اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے''

دنیا کی لگن میں سب کر بیٹھا فنا اپنا
دن رات کی کوشش سے کب کام بنا اپنا
کس کس کو سناؤں میں رُودُو کے غنا اپنا
بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
"سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے"

تدبیر ہماری کچھ بخشش کی کرے مولیٰ
امّت کے لئے روئے دن رات مرے مولیٰ
ہاتھوں میں لِوا آنکھوں میں اشک بھرے مولیٰ
"گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رُودُو کے شفاعت کی تمہید اُٹھائی ہے"

مایوس کھڑا کیا ہے کِھلنا ہے تو کِھل بھی اُٹھ
گر چاک گریباں کو سِلنا ہے تو سِل بھی اُٹھ
عشّاق کی راہوں پر چلنا ہے تو چل بھی اُٹھ

''اے دل یہ سُلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ

دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے''

نیکی سے گناہوں کا سفّاک چلن ڈھک دو

کردارِ محبت سے نفرت کی کرن ڈھک دو

ایماں کی حرارت سے عریانیٔ تن ڈھک دو

''مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو

منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے''

گر آنکھ اٹھا دیں تو زندیق دہل جائیں

بے دین بدل جائیں صدیق مچل جائیں

دکھ درد بلاؤں سے عشّاق نکل جائیں

''اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں

ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گمائی ہے''

نقادؔ مری حالت پر برسوں سے ہیں ہنستے
بدنام مجھے کرکے کچھ جملے بھی ہیں کستے
دیوانے کو بتلاتے ہیں ٹوٹے ہوئے رستے

''اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے''

سجدے میں جبیں رکھ کر خود پرتو کرم کرلے
تو اپنی عبادت سے محفوظ اِرم کرلے
دشمن کو جتا کر تو سر اس کا قلم کرلے

''حرص وہوس بد سے دل تو بھی ستم کرلے
تو ہی نہیں بےگانہ دنیا ہی پرائی ہے''

عشاؔق کی نظروں سے جب ان کو پڑے پالے
خونخوار بلاؤں کے پاؤں میں پڑے چھالے
سب دور ہوئی ظلمت جب دل سے ہٹے جالے

"ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے"

پیغام سناتا ہے کس دل کا ہمیں قاصد
غرقاب ہوا ضد کے منجدھار میں جو حاسد
رضوؔی کے لئے سب سے اچھا ہے رضاؔ قائد

"طیبہ نہ سہی افضل مکّہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے"

مطلع تو ترا فن تھا واللہ رضاؔ واللہ
ایقان نہیں بدلا واللہ رضاؔ واللہ
محشر کے وہ ہیں دولھا واللہ رضاؔ واللہ

"مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف کی رسائی ہے"

☆ختم شد☆